Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا واحد اخبار

یهدی اللّٰہ لنورہ من یشاء

نور

ہر ماہ کی ۷، ۱۷، ۲۳ کو شائع ہوتا ہے

مقاصد

ضوابط

جلد ۲۵ | اخبار نور قادیان دارالامان مؤرخہ ۳ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۷ ذوالحجہ ۱۳۵۴ھ | نمبر ۱۴

۵ مارچ کو سب دوستوں کے نام وی پی

گو گذشتہ سال ماہ جون میں اخبار کے وی پی کئے گئے تھے۔ مگر سال مارچ سے ہی ختم تھا۔ بجائے مارچ کے جون میں اس لئے وی پی ہوئے کہ میں گذشتہ سال فرقان حمید کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تیاری کیلئے غیر معمولی مصروف تھا۔ الحمدللّٰہ کہ اب یہ ہر دو عظیم الشان کام جنکی ضرورت آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے تھی مکمل ہو چکے۔ جن دوستوں نے سالانہ جلسہ پر اپنا چندہ دستی عطا فرمایا تھا ان کو چھوڑ کر باقی سب دوستوں کے نام پانچ مارچ کو وی پی ہوں گے اور اب کی دفعہ میں نے وی پیوں میں ایک سہولت رکھی ہے۔ وہ یہ کہ بجائے ایک دفعہ کے تین اقساط میں چندہ وصول کیا جائے۔ تاکہ ہر ایک دوست بہ آسانی ادا کر سکے۔ اس لئے ۵ مارچ کو سب دوستوں کے نام صرف ایک روپیہ تین آنے کے وی پی ہوں گے امید ہے کہ دوست اس نازک وقت میں وی پی وصول فرما کر مجھے خصوصیت سے دعا اور شکریہ کا موقع دیں گے۔ نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالا رہا ہے الحمدللّٰہ دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں۔ ایسے غازی اور مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا بلاشبہ اپنی مدد آپ کرنیکے مصداق ہے۔ اور پھر خاکسار ایڈیٹر نور نے فرقان حمید کے گورمکھی اور ہندی تراجم اور آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گورمکھی سیرت جیسے وہ کارنمایاں قوم کے سامنے پیش کئے ہیں جنکی اہمیت کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ اور انکی ضرورت آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے محسوس ہو رہی تھی۔ گذشتہ تین چار سال سے ان کاموں کی طرف زیادہ توجہ دینے کی وجہ سے دوستوں کو نور کی توسیع اشاعت وغیرہ کیلئے کوئی تحریک نہیں کر سکا میرا خیال تھا کہ جب یہ دوست دیکھیں گے کہ انکا مجاہد بھائی ایسے کارہائے نمایاں کی تکمیل میں مصروف ہے جنکی تکمیل علاوہ غیر معمولی وقت کے غیر معمولی روپیہ کے خرچ کو بھی چاہتی ہے۔ تو وہ نور کی توسیع اشاعت اور نور کی سرپرستی کیطرف خود ہی توجہ دینگے۔ مگر تجربہ نے میرے اس حسن ظن کو غلط ثابت کیا جسکا مجھے افسوس ہے۔ نہ صرف یہی کہ نور کی توسیع اشاعت کی طرف دوستوں نے کوئی توجہ نہ دی بلکہ نور کے وی پیوں کی وصولی میں بھی غیر معمولی بے پرواہی دکھلائی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ نور کی اشاعت اس قدر قلیل بلکہ اقل ہے کہ اس کے اظہار کے لئے بھی قومی وقار مانع ہے اور اس وقت نور آٹھ سو سے زیادہ رقم کا مقروض ہے۔ مجھے امید ہے کہ دوست اب اس کی تلافی کیلئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں گے۔ اور نہ صرف یہی کہ یکم مارچ کے وی پی ہی وصول کریں گے بلکہ نور کی توسیع اشاعت کی طرف بھی خاص توجہ سے کام لیں گے۔ نور کے وہ کون سے خریدار ہوں گے۔ جن کے ایک دو دوست نہ ہوں اور پھر وہ کون سے دوست ہوں گے۔ جنہیں نور کی خریداری کیلئے کہا جائے اور وہ انکار کر دیں صرف توجہ کی ضرورت ہے۔

ناظرین نور کو عید مبارک ہو

آریہ مذہب پر ایک تنقیدی نظر

(۱) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۷۴ پر شری سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں۔ جو بے رو رعایت وانصاف کے رویہ سے موصوف ایشور کے احکام ویدوں کے خلاف نہیں ہیں۔ وہ دھرم اور جو احکام ویدوں کے خلاف ہیں اسے ادھرم کہتے ہیں۔

تنقید۔ آریہ سماج کے نکتہ نگاہ سے ویدوں کو ماننے والے سناتنی ادھرمی یا دھرمی۔ اگر آپ کہیں دھرمی۔ تو وہ بقول آپ کے ویدوں کے بتائے ہوئے مسئلہ نیوگ کے قائل نہیں۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح بت پرستی اور ارواح اور مادہ کی ازلیت کے متعلق بھی آریہ سماج سے مختلف عقائد رکھتے ہیں۔ اگر کہیں ادھرمی تو آپ کے خیال میں ان کا ویدوں کو ماننا یا نہ ماننا برابر ہے۔ اگر برابر ہے تو پھر آریہ سماج سناتنیوں اور مسلمانوں میں امتیاز کیوں کرتی ہے چھوت چھات میں۔

۲۔ پھر سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش ص ۴۴۷ میں فرماتے ہیں یہ ادھرمی خواہ سب سے بڑھ کر صاحب وسیلہ نہایت طاقتور اور صاحب لیاقت بھی ہو تو بھی اس کی بربادی تنزل اور تخریب میں لگا رہے۔ یعنی جہانتک ہو سکے وہاں تک ان کی طاقت کو گھٹائے۔

تنقید:۔ ہمارے آریہ دوست جو آجکل دیگر مذاہب سے رشتہ اتحاد کی طرح ڈال رہے ہیں۔ جو ایک مبارک بات ہے مگر کیا آریہ سماج کی مذکورہ بالا تعلیم کی رُو سے جائز ہے یا ناجائز اگر ناجائز ہے تو دریں صورت ہمارے آریہ دوست وید کی مخالفت کر کے خود ہی کس فتوے کے نیچے آ رہے ہیں۔

۳۔ سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۹ و ۳۴۴ میں فرماتے ہیں جو ویدوں اور شاستروں کو نہ مانے اس وید کے منکر ذات اور جماعت اور ملک سے باہر نکال دینا چاہئے۔

تنقید:۔ اس تعلیم کی رو سے آریہ سماج کے نزدیک اناریہ لوگ کس سلوک کے مستحق ہیں۔

۴۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۷ پر شری سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں۔ آریہ ورت ہندوستان سے باہر چاروں طرف جو ہمالہ کے مشرق اور جنوب مشرق جنوب۔ جنوب مغرب۔ مغرب شمال اور شمال مشرق کے ممالک ہیں ان میں جو لوگ رہتے ہیں انہیں کا نام ملیچھ۔ راکھش اور اسر ہے۔ آریہ ورت کے علاوہ جو ملک ہیں۔ وے ملیچھ دیس کہلاتے ہیں۔

تنقید:۔ غیر ممالک والوں کے لئے یہ خطاب کیوں؟

۵۔ شری سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۳ میں فرماتے ہیں۔ یہ کام اراکین سلطنت کا ہے۔ جو جانور یا آدمی ایذا رساں ہو ان کو سزا دیں اور جان سے بھی مار ڈالیں۔

(س) پھر کیا ان کا گوشت پھینک دیں؟

(ج) سوامی صاحب۔ خواہ پھینک دیں۔ خواہ کوئی گوشت خور کھاوے تو بھی دنیا کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن اس آدمی کی طبیعت گوشت خوری کی وجہ سے کچھ سخت ہو جاتی ہے۔

تنقید:۔ کیا جانوروں یا آدمیوں کو مارنا آریہ سماج کے نکتہ نگاہ سے پاپ نہیں ہے؟ اور پھر آدمیوں کو آدمیوں کے گوشت کھانے کی ہدایت کرنا کیا یہ صریح گھناؤنی تعلیم نہیں ہے؟ اور اس تعلیم کی موجودگی میں بکرے اور پرندوں وغیرہ کے گوشت کھانے والوں پر اعتراض کرنا کیا حقیقت رکھتا ہے۔

۶۔ آریہ سماج کا عقیدہ ہے کہ گوشت خوری مہا پاپ ہے۔ یعنی گناہ عظیم ہے۔ کیونکہ اس سے دوسرے کی جان لینی پڑتی ہے جو صریح ظلم ہے

تنقید:۔ ہوا میں گوشت خور جانور موجود۔ پانی میں گوشت خور موجود خشکی میں گوشت خور موجود جو روزانہ کروڑہا جانوروں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہیں۔ اور ایسے سب شکاری جانوروں کا پیدا کنندہ ایشور ہے۔ اور یہ مسلمہ فریقین ہے۔ اب تبلائیے ایسے شکاری جانوروں کا خالق آریہ سماج کے نکتہ نگاہ سے ظالم ہے یا رحیم؟

۷۔ شری سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش ص ۳۳۶ میں فراتے ہیں جو برے کام کرے وہ تموگن ہیں۔ وہ اگلے جنم میں سبزی۔ درخت۔ مچھلی۔ پرندے۔ سانپ۔ ہرن اور بکرے وغیرہ بنتے ہیں۔

تنقید۔ جب مچھلی، ہرن۔ پرندوں اور سبزیات میں روح یکساں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مولی۔ گاجر۔ گوبی۔ آلو کچالو وغیرہ کھانے میں تو کوئی پاپ نہ ہو۔ اور مچھلی پرندے وغیرہ کھانے میں گناہ لازم آئے۔ درآنحالیکہ ارواح دونوں میں یکساں ہیں۔ سرِ مو فرق نہیں۔ کیا کوئی آریہ دوست اس کا جواب دے گا؟

۸۔ سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۱۱ میں فرماتے ہیں۔ کہ قربان گاہ کے بنانے۔ اور سوختنیاں قربانیاں چڑھانے وغیرہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دراصل یہ باتیں ویدوں سے بائیبل میں گئی ہیں۔

تنقید:۔ اب تو سوامی دیانند صاحب نے تو ویدوں میں سوختنی قربانیاں چڑھانے کو تسلیم کر لیا۔ اب سبزی اور گوشت کا کیا جھگڑا رہا۔

۹۔ یجروید دوسرا ادھیائے منتر ۹ ستیارتھ پرکاش ص ۴۶ پر سوامی دیانند صاحب فراتے ہیں۔ اگنی ہوتر اور سندھیا صبح وشام کرنی چاہیئے۔ اس میں چندن کستوری۔ پلاش اور گھی وغیرہ ڈالے۔

تنقید:۔ صاف ظاہر ہے کہ اشیاء گھی۔ کستوری صندل وغیرہ بہت گراں ہیں۔ ان اشیاء کو آگ میں بھینٹ یعنی نذر کرنے کے لئے کم از کم پندرہ ۱۵ یا بیس ۲۰ روپیہ ماہوار چاہیئے۔ مگر آجکل جن مشکلات سے دنیا گذر رہی ہے۔ کیا اس کی موجودگی میں ہر ایک آدمی بہ آسانی پندرہ بیس روپیہ ماہوار آگ کی نظر کر سکتا ہے۔ جب یہ نہیں تو پھر ایسا مذہب عالمگیر ہو سکتا ہے؟

۱۰۔ یجروید ۲۰ ادھیائے منتر ۱۔ اب اس منتر کا شری سوامی دیانند صاحب کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ "اے راجہ تو راج کا سہارا ہے۔ کھشتری کل کی زندگی ہے تجھے کوئی بھی ایذا نہ دے سکے۔ تو مجھے مت مار"

تنقید:۔ اس جگہ "مجھے" کی ضمیر کس کی طرف ہے؟ اگر خدا کی طرف ہے تو یہ خدا کی شان سے بعید ہے۔ کہ وہ راجہ کے حضور مار سے بچنے کے لئے التجا کرتا ہے۔ اگر "مجھے" سے مراد عام آدمی ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ ویدوں کا ظہور اسوقت ہوا جبکہ راجہ اور عام آدمی باقاعدہ آباد تھے۔ اور راجہ کی سزا سے بچنے کے لئے ایک آدمی التجا کرتا ہے۔ پس آریہ سماج کا یہ دعویٰ کہ وید آدسرشٹی میں ہوئے غلط ثابت ہوتا ہے۔

۱۱۔ سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش ص ۳۲۵ میں فرماتے ہیں کہ پرمیشور کی استتی (حمد و ثنا) پرارتھنا (دعا) کرنی چاہیئے یا نہیں؟ سوامی جی کا جواب کرنی چاہیئے۔ سوال کیا استتی اور دعا وغیرہ کرنے سے ایشور گناہ معاف کر دیتا ہے۔ سوامی کا جواب نہیں۔

تنقید:۔ اوّل گناہ سے کوئی بچ نہ سکے۔ کیونکہ خواہ عمداً یا سہواً ۱۵۲

۲۲ سزا لازمی۔ اور خدا دعا قبول نہ کرے۔ تو اب انسان کی نجات کا کیا سامان۔ اور پھر ایسی دعا کرنے سے کیا فائدہ جو قبول نہ ہو؟ کیا کوئی آریہ دوست اس کا جواب دیگا!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میری جدید تصنیف "پوترجیون" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت پر عالیجناب واجب الاحترام سردار بہادر بھائی ارجن سنگھ صاحب جی رئیس اعظم باگڑیاں و عالیجناب واجب العزّت سردار بہادر بھائی کاہن سنگھ صاحب جی فاضل سکھ دھرم کا تبصرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ہر دو بزرگ جن شخصیتوں کے مالک ہیں وہ اظہر من الشمس ہے۔ سردار بہادر بھائی ارجن سنگھ صاحب رئیس باگڑیاں سکھوں میں ایک راج گورو کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ریاست ہائے پھلکیاں یعنی پٹیالہ اور نابھہ میں تخت نشینی کی رسومات اسی خاندان کے ذریعہ انجام پاتی ہیں۔ اس لئے یہ خاندان سکھوں میں خاص تقدس اور احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ دوسرے بزرگ سردار بہادر بھائی کاہن سنگھ صاحب ہیں۔ ان کی نسبت یہی کہنا کافی ہے کہ تین سو سال کے عرصہ میں سکھ دھرم نے کوئی ایسا جیّد فاضل پیدا نہیں کیا۔ اور اگر انہیں سکھ دھرم کا مجدّد کہا جائے تو یہ عین مناسب ہوگا۔ انہوں نے کئی ایک زبردست کتابیں لکھی ہیں جنہوں نے حقیقی معنوں میں سکھ دھرم کی کایا پلٹ دی ہے۔ میں نے اپنی تازہ تصنیف موسومہ بہ "پوترجیون" کو پبلک میں لانے سے قبل یہ ضروری سمجھا کہ ان واجب العزّت بزرگوں کی رائے عالیہ اس کے متعلق حاصل کرسکوں۔ سو مجھے خوشی ہے کہ ان بزرگوں نے اپنی رائے گرامی متفقہ طور پر لکھ کر خاکسار کے پاس بھیج دی ہے۔ اور یہ رائے ایسی حوصلہ افزا ہے کہ میں اس پر جس قدر بھی فخر کروں کم ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ ان کی قابل قدر رائے کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"گورو جی کا قول ہے کہ سعید الفطرت لوگ ہی بزرگان کرام کا ذکر خیر کیا کرتے ہیں۔ مذہبی رہنماؤں کے پر از نصائح اقوال و اعمال بنی نوع انسان کیلئے بہترین رنگ میں رہنمائی کا موجب ہوتے ہیں۔ دنیا میں جس قدر بھی بزرگ گزرے ہیں سب کی کوشش مخلوق خدا کی اصلاح رہی ہے۔ اور ان کے پند و نصائح سے فائدہ اٹھانا ہر ایک انسان کا فرض ہے۔

سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کی گورمکھی میں لکھی ہوئی "پوترجیون" نامی کتاب کو ہم نے غور سے پڑھا ہے۔ اس میں حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تاریخی واقعات اور وقتاً فوقتاً جو انہوں نے اپدیش اور نصیحتیں کیں۔ اور بیشمار ازالۂ شکوک قرآن شریف اور دیگر اسلامی کتب سے لے کر نہایت بہترین طریق سے درج کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے گورمکھی دانوں اور پنجابی بھائیوں کو اسلام کے متعلق پورا پورا علم اور واقفیت ہوسکتی ہے۔

حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا پر کامل بھروسہ۔ قوت ارادی کی مضبوطی تکلیف اور مصائب میں بےنظیر صبر۔ اور ان تھک تبلیغی سعی اور اعلیٰ تدبر وغیرہ صفات عالیہ غیر معمولی رنگ میں قابل تعریف ہیں۔

ہم علم دوست لوگوں اور متلاشیان حق کو اس گرنتھ کے پڑھنے کے لئے سفارش کرتے ہیں۔

دستخط:۔ (سردار بہادر) بھائی ارجن سنگھ (جی) رئیس باگڑیاں)

دستخط: (سردار بہادر) بھائی کاہن سنگھ (جی) نابھہ نواسی)

اپنی اس تازہ تصانیف کی قبولیت کے لئے میں ان ہر دو بزرگوں کی آراء کو ایک نیک فال سمجھتا ہوں۔ میں نے جب یہ دیکھا کہ غیر مذاہب کی طرف سے بسا اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں سوء ادبی سے کام لیا جاتا ہے۔ اور اسکے نتیجہ میں اکثر اوقات سر پھٹول سے گزر کر جدال و قتال تک نوبت پہنچتی ہے۔ اور پھر مقدمات میں جو ہزاروں سے گذر کر لاکھوں روپیہ ہر دو اقوام کا خرچ ہوتا ہے وہ مزید براں۔ اور پھر اس کے نتیجہ میں آزردگی۔ کشیدگی اور تنفر کا جو اضافہ ہوتا ہے۔ اور باوجود ہم دیوار بدیوار رہنے کے ایک دوسرے کے لئے سخت خطرناک ثابت ہو رہے ہیں وہ کسی حساب و کتاب میں نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اس آزردگی اور کشیدگی کے لئے بہت حد تک ہم ذمہ وار ہیں کیونکہ آج تک ہم نے اغیار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت عالیہ سے آگاہ کرنے کے لئے بہت ہی کم کوشش کی ہے۔ دو چار لیکچروں سے یہ بات حاصل نہیں ہوسکتی۔ اسکے لئے ضرورت تھی کہ ہم انہیں لوگوں کی السنہ میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مقدسہ اور اسوہ حسنہ کو جس نے حیوانوں سے انسان اور انسانوں سے باخدا انسان بنا دیئے۔ اور جن کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر خطرناک سے خطرناک دشمن بھی غلام بے دام بن گئے۔ ہندوستان کی رائج الوقت السنہ میں شائع کر کے بکثرت تقسیم کرتے۔ اس بیوقوفی اور نادانی کے کیا کہنے کہ ہم مقدمات کی پیروی میں ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ خرچ کرنے کے لئے تیار ہوسکتے ہیں۔ اور جانی قربانی سے بھی دریغ نہیں۔ مگر آج تک ہم نے اس صحیح راہ کی طرف بہت ہی کم کوشش کی ہے۔ کہ اغیار جو ہماری سستی اور غفلت کی وجہ سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ سے ناواقف ہیں کو انہیں کے لٹریچر میں ہم اس والئے دو جہاں کی سیرت سے آگاہ کرسکیں۔ اور اس کار خیر کیلئے ہم قلیل سے قلیل رقم کے خرچ کرنے میں بھی بخل اور کنجوسی سے کام لیتے رہے ہیں اور لیتے ہیں۔ لہٰذا اس مقدس جذبہ نے مجھے باوجود بے زر اور بے پر ہونے کے اس بات کے لئے ابھارا کہ میں والئے کونین کی سوانح اور سیرت کو اپنے ان دور افتادہ بھائیوں تک پہنچاؤں جو ہماری ہی غفلت کی وجہ سے آج تک اس سے محروم رہے ہیں۔ اس کے لئے میں نے سب سے پہلے گورمکھی کو لیا۔ کیونکہ پنجاب میں سکھ تو تقریباً سب کے سب ہی اور پنجاب کے ہندوؤں کا

بھی بیشتر حصہ گورمکھی سے بخوبی واقف ہے۔ آجکل تحریر کا زمانہ ہے۔ اور ہم دوسروں کو اپنے خیالات سے آگاہ کرنے کے لئے تحریر سے بڑھ کر اور کوئی بہتر ذریعہ پیدا نہیں کر سکتے۔ اور اس گُر کو عیسائیوں کی باہمت قوم نے خوب سمجھا ہے۔ اس وقت دنیا کی کم وبیش نوسو۹۰۰ السنہ ہیں۔ جن میں اس باہمت قوم نے آٹھسو پچھتر۸۷۵ زبانوں میں اپنی انجیل مقدس کا ترجمہ کر دیا ہے اور پچیس۲۵ زبانیں بھی وہ بچی ہیں جنکی آج تک الف ب ایجاد نہیں ہوئی۔ عیسائی مذہب جو دن بدن زیادہ پھیل رہا ہے۔ اس کی ایک وجہ ان کی وسیع پیمانہ پر تحریری تبلیغ بھی ہے۔

برخلاف اس کے ہمارا یہ دعویٰ جو بلاشبہ مبنی برحق ہے کہ قرآن مجید آخری الہامی کتاب ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخری نبی ہیں۔ مگر اور تو اور اس وقت تک ہم ہندوستان کی رائج شدہ السنہ میں بھی قرآن مجید کے تراجم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کو نہیں کر سکے۔ کہا جائیگا کہ عیسائی قوم مالدار ہے اور مسلمان غریب مگر مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ جب ہم مقدمات پر لاکھوں کھا روپیہ خرچ کر سکتے ہیں۔ ٹرکی وغیرہ کی اعانت کے لئے لاکھوں کھا روپیہ دے سکتے ہیں تو کیا ہم اس کار خیر کے لئے جس سے بڑھ کر اور کوئی کار خیر نہیں پندرہ بیس ہزار کی بھی قربانی نہیں کر سکتے یقیناً کر سکتے ہیں بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ۔ مگر ہماری ایسے ضروری کاموں کی طرف بہت ہی کم توجہ ہے۔ جس کے نتیجہ میں ہم قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ اگر ہم اور تو نہیں ہندوستان کی موجودہ زبانوں میں ہی حضور مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت عالیہ کی اشاعت کر سکیں تو اس کیلئے میں یہ یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ جس شخص کی بھی نظر میں یہ سیرت مطہرہ گذریگی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں کو دیکھ کر ضرور واہ واہ کر اٹھیگا اور جس کے نتیجہ میں ہمارے باہمی تعلقات نہایت خوشگوار ہو سکیں گے۔ اور یہ وہ بات ہے کہ اگر ہمیں کروڑہا روپیہ کے خرچ سے بھی حاصل ہو سکے تو پھر بھی سستی ہے ضرورت ہے کہ اس گورمکھی سیرت کی جس کا دوسرا نام "پوتر جیون" ہے۔ پنجاب میں وسیع پیمانہ پر اس کی اشاعت کی جائے۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ سے لوگوں کو آگاہ کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے۔ اگر دوستوں کو اللہ تعالیٰ توفیق دے اور وہ اس کار خیر میں کچھ بھی قربانی سے کام لیں تو وہ انشاءاللہ چند سالوں کے عرصہ میں ہی دیکھ لیں گے کہ موجودہ ذہنیت کی اصلاح ہو کر ہم ایک دوسرے کے لئے بہترین شہری اور بہترین پڑوسی ثابت ہو سکیں گے۔ کیونکہ تعلقات کی خوشگواری کا گُر یہی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے بزرگوں کی عزت کرنا سیکھیں۔ اور یہ اس وقت تک مشکل ہے جب تک ہم ایک دوسرے کے بزرگوں کی خوبیوں سے آگاہ نہ ہو سکیں۔ یہ سیرت ساڑھے پانچ سو۵۵۰ صفحات پر ختم ہوتی ہے مجلد کی قیمت قریباً دو۲ روپیہ ہوگی۔ اس بابرکت نتیجہ کے سامنے دو اڑھائی روپیہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ غیر مسلموں دوستوں تک اس قابل قدر تحفہ کو پہنچانے کے لئے دوست غیر معمولی توجہ سے کام لیں۔ اور ہر ایک دوست اپنا یہ فرض سمجھ لے کہ اوّل تو زیادہ ورنہ کم از کم پانچ دور افتادہ بھائیوں تک والئے دوجہاں کی اس سیرت عالیہ کو پہنچانا ہے جس کی قوت قدسی نے انسانوں کو فرشتے بنا دیا۔ اگرچہ ہر نیکی اپنے اندر بلاشبہ خوبی رکھتی ہے۔ مگر موجودہ زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ سے لوگوں کو آگاہ کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے۔ خدا آپ کو اس کار خیر کے بجالانے کی توفیق دے۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کے حضور بہترین ثواب کے وارث بن سکیں۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

آریہ سماج اور پالیٹکس

۱۹ فروری کا ریفارمر لکھتا ہے کہ "آریہ سماج پولیٹیکل کشمکش کو اپنے پروگرام کا حصہ نہیں بنا سکتا ہے" مگر سوامی دیانند صاحب کی تعلیم ریفارمر کی اس تحریر کی تصدیق نہیں کرتی۔ چنانچہ آریہ بھوبنی پرارتھنا صفحہ ۱۲۷ و صفحہ ۱۲۸ پر درج ہے کہ "اے خدا کسی لڑائی میں کمزور ہو کر ہم لوگ شکست نہ کھائیں ہمارے دشمن کی طاقت اور بہادری کو توڑ پھوڑ کر غارت کر دو۔ ہمیں عالمگیر شاہنشاہت دو۔ یعنی آپ کی مہربانی سے ہماری شاہنشاہت اور دولت ہمیشہ ترقی کرتی رہے" پھر آریہ بھوبنی صفحہ ۱۶۵ پر درج ہے کہ "اے لا انتہا علم والے بھگوان ہم لوگ اس دنیا میں سب سے زیادہ روشن ہوں اور کامل لگاؤ سے سب سے زیادہ اور بے خطر اپنی عالمگیر سلطنت کریں" پھر صفحہ ۲۱۸ پر یہ درج ہے کہ "اے ملک کے مالک ایشور ہم جب تک زندہ رہیں۔ تب تک ہم عالمگیر سلطنت کے سکھوں سے سُکھی رہیں" پھر اور دیکھو آریہ بھوبنی پرارتھنا نمبر ۳۱ صفحہ ۲۷۴ پر یہ درج ہے کہ "اے احکم الحاکمین غیر ملک کے رہنے والے ہمارے کبھی بادشاہ نہ ہوں۔ اور ہم لوگ کبھی غیر ملک کے بادشاہ کے ماتحت نہ ہوں" اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ کیا یہ مذکورۃ الصدر باتیں بغیر پولیٹیکل کشمکش کے حاصل ہو سکتی ہیں۔ یقیناً نہیں۔ تو پھر ریفارمر کا یہ کہنا۔ کہ آریہ سماج پولیٹیکل کشمکش کو اپنے پروگرام کا حصہ نہیں بنا سکتا یہ ابن الوقتی نہیں تو اور کیا ہے؟ بہتر ہو کہ آریہ سماج یا تو سوامی دیانند کی اس تصنیف اور اس میں درج شدہ عبارت کے قبول کرنے سے انکار کر دے۔ اور یا پھر اس کے سامنے سر تسلیم خم کرے ؎

یہ کہاں کا پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
سامنے آتے بھی نہیں اور صاف چھپتے بھی نہیں

آریہ سماج اور نکاح بیوگان

یہی اخبار آگے جا کر لکھتا ہے کہ "ودوا وواہ (نکاح بیوگان) کا پرچار (اشاعت)، آریہ سماج نے براہ راست نہیں کیا۔ لیکن جس بھی سوسائٹی نے کیا ہے اس کے کارکن ہمیشہ آریہ سماجی رہے ہیں" تعجب ہے کہ ایک طرف آریہ سماج نکاح بیوگان کا شدومد سے حامی ہے۔ اور اسے بطور فخر پیش کرتا ہے اور دوسری طرف سوامی دیانند کی تعلیم نکاح ثانی کی بجائے نیوگ کی تعلیم دیتی ہے۔ نکاح ثانی ایک خالص اسلامی مسئلہ ہے۔ اور بلاشبہ آریہ سماج نے مثل توحید وغیرہ یہ عقیدہ بھی اسلام سے ہی اخذ کیا ہے۔ اور یہ کوئی برائی نہیں ہے۔ خوبی جہاں سے بھی ملے اسے لے لینا چاہئے۔ اس لئے مجھے ایک طرح سے آریہ سماج کی تعریف کرنی چاہئے

مسلم لیڈروں کی ہندو لیڈروں کو اتحاد کی دعوت

۲۱ فروری کا پرتاب لکھتا ہے کہ "دہلی میں اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت سے سرکردہ لیڈر جمع ہیں۔ اور ان کی طرف سے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ نئی کنسٹی ٹیوشن کے نفاذ سے پہلے فرقہ وارانہ گتھی سلجھائی جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس سلسلہ میں سر آغا خاں نے مسٹر ڈیسائی اور بھائی پرمانند سے تبادلہ خیالات کیا ہے۔ اس گفت و شنید کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ پارٹیوں میں اتحاد کی صورت پیدا کی جائے۔ اور پارٹیاں اقتصادی اصولوں پر قائم کی جائیں۔ اور معلوم ہوا ہے کہ مسلمان مشترکہ انتخاب کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں" اس مستحسن رویہ کی موجودگی میں مسلمانوں کی نیک نیتی پر کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اور ضرورت تھی کہ ہندو اخبارات مسلمانوں کی اس خوبی کی قدر کرتے اور باہمی اتحاد کے لئے آسانیاں پیدا کرتے۔ مگر ہو کیا رہا ہے۔ مسلمانوں کے اس قابل تعریف ذہنیت کی پرتاپ بایں الفاظ داد دے رہا ہے کہ "ان مسلم لیڈروں نے ہندو اور سکھ لیڈروں پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے ہیں۔ اور ہندو مسلم اتحاد کرانے کے لئے نیا طریقہ اختیار کرنا شروع کیا ہے"۔ مسلمانوں کے لئے یہ کتنی مشکل ہے کہ اگر وہ اتحاد کیلئے آگے قدم بڑھاتے ہیں۔ اور اس اتحاد کیلئے بسا اوقات اپنے مفاد کو بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تو ہندو مسلمانوں کی اس مستحسن پیشکش کو نہایت بے دردی سے ٹھکرانے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور اگر مسلمان ہندوؤں کی اس سرد مہری کو دیکھ کر خاموشی اختیار کرتے ہیں تو ہندو پریس یہ طعن دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کو ہندوستان سے کوئی محبت نہیں۔ اور یہ ہندوؤں سے مل کر کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ان حالات میں بیچارے مسلمانوں کی پوزیشن کیسی نازک ہے

اگر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

مگر ہندو دوستوں کو یہ بات بخوبی ذہن نشین کر لینی چاہیئے۔ کہ ہندوستان کو جب بھی سوراج ملا یہ ہندو مسلم اتحاد سے ہی مل سکے گا۔ بے شک مسلمان ہندوستان میں اقلیت رکھتے ہیں مگر یہ اقلیت ایسی نہیں جسے نظر انداز کیا جا سکے۔ خدا ہندوؤں کو سمجھ دے۔ اور وہ مسلمانوں کے اس مستحسن جذبہ کی قدر کریں۔ اگر مسلمانوں کا یہ مستحسن جذبہ ہندوؤں سے کوئی اپیل نہیں کر سکتا۔ تو کم از کم ہندوؤں کو اپنے آپ سے ہی ہمدردی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بغیر ہندو مسلم اتحاد کے سوراج اتنا ہی دور رہے گا جتنا زمین سے چاند دور ہے۔

اسلامی برکات

اسلام نے ہندوستان میں جہاں بھی اپنا اثر ڈالا۔ تمدنی نقطہ نگاہ سے اس کی کایا پلٹ ہو گئی۔ اور جن علاقوں میں نہیں پہنچ سکا وہاں تمدن کی حالت ناگفتہ بہ۔ اسلام کی ناگا پہاڑیوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک معزز ممبر نے اپنی اسمبلی کی تقریر میں جو روشنی ڈالی۔ ۲۰ فروری کا پرتاپ اس کا ذکر اس طرح کرتا ہے "ان زبان کے متعلق مشکلات اتنی زیادہ ہیں کہ بعض دیہات میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ رواجوں کا اتنا اختلاف ہے۔ کہ ایک عورت بیک وقت ایک سے زیادہ خاوند کر سکتی ہے، اور رواج اس بات کے لئے مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنی ساس سے شادی کرے"۔ اگر ان علاقوں میں اسلام پہنچ سکتا تو آج تمدنی اور معاشرتی نقطہ خیال سے یہ علاقے اتنے پسماندہ نہ ہوتے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ یہ علاقے جو ہندوستان کی تہذیب پر سیاہ داغ ہیں بہترین تہذیب کے مالک ہو سکیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان علاقوں کو اسلامی برکات سے بہرہ ور کیا جائے۔

اچھوت اور مسلمان

کہلانے والے اچھوتوں پر اس وقت تک کہلانے والے اعلیٰ ہندوؤں کی طرف سے جو سختیاں ہوتی رہی ہیں۔ وہ آج کسی تشریح اور توضیح کی محتاج نہیں۔ منو سمرتی اور منو شاستر کے اوراق اس کے لئے بھرے پڑے ہیں۔ ان میں بیچارے اچھوتوں کیلئے ایسے ایسے سخت گبھرانے احکام درج ہیں کہ ان کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ان احکام کا ذکر کسی حد تک گاہے گاہے اخبار نور میں بھی ہوتا رہا ہے ہم اس تکلیف دہ حوصلہ شکن سلوک سے تنگ آ کر اب کہلانیوالے اچھوتوں نے قریباً یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ ایسے مذہب یا سوسائٹی کو چھوڑ دیں جن میں ان کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھا جاتا ہے اب رہا یہ سوال کہ وہ کونسا مذہب اختیار کریں گے۔ اس کے لئے دو ہی ہو سکتے ہیں۔ عیسائیت اور یا اسلام۔ عیسائیت میں اگر ان کی سوشل حالت تو کسی حد تک اونچی ہو سکتی ہے۔ مگر تمدنی مساوات یا اخوت کا ملنا قریباً مشکل ہے۔ کیونکہ وہاں بھی گوروں اور کالوں کے گرجے الگ الگ ہیں۔ وہ عیسائی بن کر بھی کالے کے کالے ہی رہیں گے۔ ہاں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو حقیقی معنوں میں اچھوتوں کو مساوات دے سکتا ہے۔ مگر مسلمانوں نے اس طرف سے بالکل آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ قدرت ایسے مواقع روز بروز مہیا نہیں کرتی۔ ہمیشہ گرم لوہے پر ہی چوٹ ٹھیک بیٹھتی ہے۔ اگر اس موقع کو جسے میں سنہری موقع کہونگا مسلمانوں نے نادانی سے کھو دیا۔ تو پھر انہیں ہمیشہ سوائے کف افسوس ملنے اور سر دھننے کے کوئی چارہ نہیں رہیگا۔ سات کروڑ کی تعداد کوئی تھوڑی تعداد نہیں ہے۔ اگر اس کے لئے ہمیں کوئی روحانی جذبہ نہیں ابھار سکتا۔ تو کم از کم سیاسی جہت سے ہی دیکھنا چاہیئے کہ سات کروڑ کا ٹڈی دل کوئی تھوڑا نہیں ہے۔ جس کے ساتھ بھی یہ ہو گا۔ اس کی سیاسی اہمیت میں شبہ ہی کیا ہے۔

ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات

ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب جو سٹیٹ میڈیکل فیکلٹی کے وائس پریذیڈنٹ۔ اور انجمن اشاعتِ اسلام کے ایک سرکردہ ممبر تھے گیارہ فروری کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ہمیں انجمن مذکور اور ڈاکٹر صاحب مرحوم کے خاندان سے اس وفات پر گہری ہمدردی ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ نے حضرت اقدس علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سلسلہ کی خدمات سرانجام دی تھیں۔ خلافت ثانیہ کے وقت جب سلسلہ کے دو گروہ ہو گئے۔ تو آپ نے مولوی محمد علی صاحب کا ساتھ دیا اور اخیر دم تک اس انجمن کے سرگرم ممبر رہے۔ جب آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے ہمارے واجب الاحترام امام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو اس کا صدر منتخب کیا تو ڈاکٹر صاحب مرحوم نے کمیٹی میں شریک ہو کر اس منافرت کو دور کرنیکی سر توڑ کوشش کی۔ جو سر اقبال کے احمدی عنصر سے تعاون نہ کرنے کی وجہ سے پبلک میں ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم قادیانی اور لاہوری جماعت کے باہمی جھگڑوں میں نمایاں حصہ نہیں لیتے تھے۔ وہ اپنی جماعت کے ایک بہت ہی معزز رکن تھے۔ سب کو ان سے محبت تھی۔ ہمیں امید ہے کہ وہ مذہبی فدائیت اور شوق جو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ملا تھا ان کے بعد ان کی اولاد اس متاعِ خلوص کی حقیقی وارث ثابت ہو گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولوی شیر علی صاحب کی روانگی انگلستان

سے بسفرِ غلنت مبارک باد ۔ بسلامت روی و باز آئی

۲۶ فروری ۲ بجے کی گاڑی مولٰنا موصوف عازم لندن ہوئے ۔ لوکل جماعت کے کئی ہزار مرد اور بچے آپ کو رخصت کرنے کے لئے سٹیشن پر پہنچے ہوئے تھے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اسٹیشن پر تشریف لانے پر حضرت مولٰنا نے حضور سے معانقہ اور مصافحہ کیا ۔ پھر حضور نے تمام مجمع سمیت دعا فرمائی ۔ اس کے بعد حضرت مولوی صاحب گاڑی پر سوار ہو گئے ۔ اور گاڑی "حضرت مولوی شیر علی زندہ باد" کے نعروں کے درمیان روانہ ہوئی ۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر میں مولٰنا موصوف کو اپنے سایۂ رحمت میں رکھے اور آپ بخیر و خوبی واپس تشریف لائیں ۔ خاکسار ایڈیٹر نور کو حضرت مولٰنا کا شاگرد ہونے کا فخر حاصل ہے ۔ صاحب موصوف کا سلوک ہمیشہ میرے ساتھ ہمدردانہ رہا ہے ۔ اس لئے انکی یہ عارضی جدائی بھی مجھے غیر معمولی شاق گزر رہی ہے ۔ چونکہ حضرت مولٰنا ایک عظیم الشان کام ۔ یعنی قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی تکمیل کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں ۔ اس لئے اس عظیم الشان کام کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس عارضی جدائی کا صدمہ کم ہو جاتا ہے ۔ دوستوں سے پھر درخواست ہے کہ وہ مولٰنا موصوف کی صحت وری مزاج اور بالکامیابی واپسی کیلئے تہ دل سے دعا کریں ۔

وید ۔ اور حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحبان کو یاد رہے کہ سناتنی و آریہ صاحبان ویدوں کو اکاش بانی یعنی الہامی کتب سمجھتے ہیں ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کے متعلق باوا صاحب کا کیا عقیدہ ہے ۔ اگر وہ مثل سناتنی و آریہ ویدوں کو آکاش بانی ہی مانتے ہیں تو بلاشبہ باوا صاحب ہندو ۔ اور اگر آپ ویدوں کی تردید اور مخالفت میں ہیں ۔ تو ایک شخص ویدوں کی مخالفت اور تردید کرتا ہو اس شق میں ہندو نہیں ہو سکتا ۔ اس کے متعلق باوا نانک جی کے شلوک گرنتھ و جنم ساکھی سے لے کر آپ صاحبان کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ تاکہ آپ اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکیں ۔ کہ باوا نانک جی کے دل میں ویدوں کی کیا عظمت تھی ۔ جسے سناتنی اور آریہ صاحبان الہامی سمجھتے ہیں ۔ اور ساتھ ہی انصاف کے حامیوں سے اس بات کی داد چاہتا ہوں جو باوا نانک جی کو ہندو سمجھتے ہیں وہ باوا نانک جی کے اقوال سے ان کے مذہب کا اندازہ کر لیویں ۔ وہ شلوک یہ ہیں ۔

شلوک گرنتھ صاحب سورٹھ محلہ پہلا ۔

شاست بید بکے کھڑو بھائی کرم کرو سنساری
پاکھنڈ میل نہ چوک ائی بھائی انتر میل و بکاری

ترجمہ :۔ شاستروں اور ویدوں کی تعلیم سے دل دنیاوی کدورتوں سے پاک نہیں ہوتا ۔ خواہ تم ویدوں پر کتنا ہی عمل کیوں نہ کرو ۔

گرنتھ صاحب شلوک سورٹھ محلہ ۳ ۔

پنڈت میل نا چوکئی جے وید پڑھے جگ چار

ترجمہ ۔ ہندو لوگ آفرینش تا قیامت اس طول طویل زمانہ کو چار حصوں پر تقسیم کرتے ہیں ۔ جن کو علیحدہ علیحدہ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے ۔ ست جگ ۔ دواپر ۔ ترتیا ۔ کلجگ ۔ چاروں کو ملا کر چار جگ کہتے ہیں ۔ سو باوا نانک جی پنڈت کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ۔ کہ اگر از آفرینش تا قیامت ویدوں کا سمرن اور پوجا کرو ۔ تو بھی مکتی حاصل نہیں ہو سکتی ۔ پھر باوا صاحب گرنتھ صاحب اسَد محلہ ۳ میں فرماتے ہیں ۔

سمرت شاست پن پاپ وچار سے تتے سار نہ جانی

ترجمہ ۔ شاستر یعنی ہندوؤں کی مذہبی کتب مقدسہ تو ثواب اور گناہ کے تفرقہ سے بھی عاجز ہیں ۔ راہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرنا تو الگ پھر آگے

گرنتھ صاحب دھناسری محلہ ۵ میں فرماتے ہیں ۔

پڑھ رہے سگلے وید نہ چوکے من بھید

ترجمہ ۔ چاروں ویدوں ۔ یعنی رگ ۔ یجر ۔ شام ۔ اتھرو وید کے پڑھنے سے بھی اطمینان قلب اور شانتی حاصل نہیں ہوتی ؛

گرنتھ صاحب ملار محلہ ۳ میں فرماتے ہیں ۔

وید بانی جگ ورد تا ترے گن کرے وچار
بن نا دین جم ڈنڈ سہے مر جنمے وارو وار

ترجمہ ۔ وید بانی نے جو دنیا کو سب سے بڑھ کر معجزہ یا کرامت دکھلائی ۔ جس پر برہما ۔ بشن ۔ مہیش جو ہندوؤں دیوتاؤں میں اکابر ہیں ۔ غور و خوض سے کام لیا ۔ وہ تناسخ (آواگون) کی ہے بجائے غور ہے ۔ کہ اس جگہ باوا جی نے تناسخ سے صریحاً آزردگی و کشیدگی ظاہر فرمائی ہے ۔ اور تناسخ کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے ۔

آپ گرنتھ صاحب مار محلہ ۳ میں فرماتے ہیں ۔

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس
ہر نام چت نہ آوئی نہ نج گھر ہوئے باس

ترجمہ ۔ رشی اور منی بھی وید کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے ۔ اور معرفت و حیات جاودانی حاصل نہ کر سکے ۔

دسم گورو جی

برہمے چار ہی وید بنائے
سرب لوگ تہیں کرم چلائے
جن کی لو ہر چرنن لاگی
تے بیدن تے بھے تیاگی
جن من ہر چرنن ٹھہراؤ
سو سمرتن کے راہ نہ آؤ

مطلب کہا جاتا ہے کہ برہما نے چار ویدوں کو بنایا ۔ اور تمام دنیا کو ان کی دعوت دی ۔ مگر جن کی لگن خدا سے لگ چکی تھی انہیں ویدوں کو جواب دینا پڑا ۔ جو اس واحد لاشریک کے رنگ میں رنگین ہو چکے تھے ۔ انہیں ویدوں کو دور ہی سے سلام کہنا پڑا ۔

گرنتھ صاحب سے ملار محلہ ۳

ترگن بانی وید و چار
بکھیا میل بکھیار و پار

ترجمہ ۔ ہندوؤں کے اکابر دیوتاؤں یعنی برہما وشن مہیش کے اقوال (ویدوں) کو غور و خوض سے پڑھا ۔ مگر کوئی گیان اور معرفت کی بات میسر نہ ہوئی ۔

شری گورو گرنتھ صاحب گوڑی محلہ ۳ صفحہ ۲۳۸

برہما وید پڑھے باد وکھانے
انتر تامس آپ نہ پچھانے

ترجمہ ۔ یعنی برہما جیسے مہارشی بھی ویدوں کو پڑھکر کوئی خاص گیان حاصل نہ کر سکے ۔ پھر اور دیکھو شری گورو گرنتھ صاحب رام کلی محلہ ۵ صفحہ ۱۴۲۵ ۔

تھما نہ جانے وید برہما نہ جانے بھید
اوتار نہ جانے انت پرمیشور پار برہم بے انت ۱۴۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں ایک ہو جاؤ!

اتحاد اسلامی کے لئے اپیل

خادم سیرت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہونیکے اسلام کے ہر ایک فرزند سے اپیل کی جاتی ہے۔ کہ خواہ وہ کسی فرقے کا ہو جس نے زبان اور دل سے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار کر لیا ہو۔ ان تمام کو خدا وحدہٗ لاشریک اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام پر پکارا جاتا ہے کہ اگر ان کے دل میں ملت اسلامیہ کا درد ہے تو وہ اپنے تمام اختلافات خواہ کچھ ہی ہوں مٹا کر ایک ہو جائیں۔ جس طرح غازی مصطفےٰ کمال پاشا اتاترک نے ترکی۔ ایران۔ عراق اور افغانستان میں اتحاد اسلامی کی لہر دوڑا دی ہے۔ اور تمام فرقہ بندیوں کو دور کر دیا ہے۔

ایسے ہی اے ہندوستان کے مسلمان اپنے تمام جھگڑوں کو ختم کر دے۔ فرقہ بندی کو دور کر دے۔ خدا کی رسی کو مضبوط پکڑ کے ایک ہو جا۔ اگر آج اسلامی حکومتیں ایک مرکز اتحاد پر اکٹھی ہو رہی ہیں تو ہندوستان میں اسلام کا نام بلند کرنے والے مسلمانو تم سے بھی اپیل کی جاتی ہے کہ ان سب فرقہ بندیوں کو توڑ کر کے ایک ہو جاؤ!

اغیار ہندوستان سے تم کو مٹانا چاہتا ہے۔ اغیار کہتے ہیں کہ تجھ کو ہندوستان میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

مذہب کے مسلم تیرا فرض ہے۔ کہ ایسا کہنے والوں کو بھی تو سینہ سے لگا لے۔ تو ان کو اتحاد عمل کی دعوت دے۔ مگر یہ اسی وقت ہو سکے گا جب تو فرقہ بندیوں کے دلدل سے باہر نکل آئے۔

یا خدا! ہندوستان کے مسلمانوں کو عقل و حکمت عطا کر تاکہ یہ اپنے اختلافات کو مٹا کر ایک ہو جائیں (خادم مشفی خان)

چین میں اسلام کا داخلہ

بمبئی کے اخبار کرانیکل نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں چین کے اندر اسلام کے داخلہ اور اسلام کی ترقیات پر روشنی پڑتی ہے۔ اس مضمون کا اردو ترجمہ کارئین کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے

چین کا ایک قابل احترام مقبرہ

صاحب مضمون نے لکھا ہے کہ کینٹن میں ایک مقبرہ ہے جو "کو انگتا" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اگرچہ کوئی بڑی عالیشان عمارت نہیں ہے۔ لیکن چونکہ بہت قدیم عمارت ہے۔ اس لئے دیکھنے والوں سے تقاضائے احترام کرتی ہے۔ اس کے مینار کی بلندی ایک سو ساٹھ فٹ ہے۔ یہ مینارے دور سے دکھائی دیتے ہیں۔ اور تھکے ہوئے مسافروں کو خبر دیتے ہیں کہ سفر پورا ہو گیا منزل آگئی۔ یہ وہ عمارت ہے جہاں پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام کے صحابی وہاب رضی اللہ عنہ ابن قباشہ محو آرام ہیں۔

چین میں پہلی مسجد کی تعمیر اور اشاعت اسلام کا آغاز

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت وہاب رضی اللہ عنہ بن قباشہ کو ۶۲۳ء میں سمندر کے راستہ سے شہنشاہ چین کے دربار کو روانہ فرمایا تھا۔ حضرت وہاب رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان تھے، جنہوں نے چین کی سرزمین میں قدم رکھا تھا۔ شہنشاہ چین کے دربار میں کچھ دن گذارنے کے بعد حضرت وہاب رضی اللہ عنہ نے شہنشاہ چین سے درخواست کی تھی کہ ایک مسجد کی تعمیر کی اجازت دی جائے۔ اور اپنے ساتھ جو صداقت لایا ہوں اس کی اشاعت کا موقع دیا جائے شہنشاہ چین نے حضرت کی درخواست منظور کر لی جس کے بعد انہوں نے چین کے اندر پہلی مسجد تعمیر کرائی۔ اور کامل امن اور سکون کے ساتھ اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیا

چین میں اسلام کی تیز رفتار ترقیاں

حضرت وہاب رضی اللہ عنہ کی رشد و ہدایت نیز ان کی زندگی نے بہت سے لوگوں کے دل موہ لئے۔ اور وہ جوق در جوق حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ مختصر یہ ہے کہ حضرت وہاب رضی اللہ عنہ نے چین میں اسلام کا علم بلند کیا۔ اور اہل چین کو جہالت اور اوہام پرستی سے نکال کر آسمانی روشنی دکھائی۔ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ چین میں اسلام کی ترقی نہایت تیز رفتاری سے ہوئی۔ کیونکہ ۶۵۱ء میں تبلیغ اسلام کیلئے چین کے اندر اس قدر میدان تیار ہو گیا تھا کہ اس سنہ میں دعوت اسلام کیلئے شمال مغرب سے ایک وفد آیا۔ اور اس نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ ان کو خود شہنشاہ چین کی سرپرستی بھی حاصل ہو گئی

چینی فرمانروا کا قبول اسلام

خلیفہ ولید بن عبد الملک کے دور حکومت میں اسلام چین کے اندر ہر چہار طرف پھیل چکا تھا۔ شہنشاہ چین بھی اسلام سے بہت متاثر تھا۔ یہ وہ دن تھے جب منچوریا میں اسلام کی ترقیات دن دگنی رات چوگنی ہو رہی تھیں جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ منچوریا کا فرمانروا بطیب خاطر مسلمان ہو چکا تھا۔

بغاوت کے وقت چینی فرمانرواؤں کو مسلمانوں کی امداد

۷۵۵ء میں چینیوں نے اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی۔ اس موقع پر عباسی سلطان منصور نے فرمانروائے چین کی مدد کی تھی۔ اور پانچ ہزار عربی سپاہ کے ساتھ چینی فرمانروا کا ساتھ دیا تھا۔ یہ عرب نہایت آسانی سے کامیاب و ظفرمند ہوئے اور انہوں نے کینٹن میں بود و باش اختیار کی۔

اب ایک طرف تو لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے اور مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ اور دوسری طرف شاہی التفات و عنایات مسلمانوں کے شامل حال تھیں۔ چنانچہ شیانسی اور لانچو اور چینی تاتار اور تبت اور یونان وغیرہ میں نئی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اور مبلغین اسلام بڑی شد و مد کے ساتھ اپنے مذہب کی نشر و اشاعت میں کوشاں ہوئے۔

مغل فرمانرواؤں کے زمانہ میں مسلمانوں کا عروج

اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آیا کہ چنگیز خاں نے چین پر لشکر کشی کی اور چین کو فتح کر کے اس دولت سے لبریز سلطنت کی باگ ڈور اپنے بیٹے طولے خاں کے ہاتھ میں دیدی۔ طولے خاں کا خاندان ۱۲۴۳ء سے ۱۳۷۰ء تک برسر حکومت رہا۔ ان مغل فرمانرواؤں کے زمانہ میں بھی اسلام کی ترقیاں بے روک ٹوک جاری رہیں۔ مغل فرمانرواؤں کی حکومت میں مسلمان بہت سے ممتاز عہدوں پر فائز رہے۔

چین میں مسلمانوں کی موجودہ آبادی کی تعداد

مختصر یہ کہ جب تک چین میں ایک مسلمان بھی باقی ہے حضرت وہاب رضی اللہ عنہ بن قباشہ رضی اللہ عنہ کا نام بڑی عزت و احترام کے ساتھ زندہ رہیگا کیونکہ انہیں کے ہاتھوں سے چین کے اندر اسلام کا بیج بویا گیا تھا جس کے پودے نے آگے چل کر ایک تناور درخت کی حیثیت اختیار کر لی مجلس اقوام کے شائع کردہ اعداد و شمار کے مطابق آج چین کے اندر مسلمانوں کی تعداد دو کروڑ اٹھانوے لاکھ یعنی تقریباً تین کروڑ ہے *

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دہلی میں ہز ہائی نس سر آغا خاں کے اعزاز میں ڈنر

آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور سر آغا خاں کی تقریریں

نئی دہلی ۱۸ فروری گذشتہ شب لیجسلیٹو اسمبلی کے مسلم ارکان کی طرف سے ہز ہائی نس سر آغا خاں کے اعزاز میں ڈنر دیا گیا جسمیں سر موصوف کیلئے جام صحت نوش کرنے کی تجویز پیش کرتے ہوئے آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب نے تقریر کی اور پچیس سال قبل کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ کس طرح انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور کے ایک طالب علم کی حیثیت میں دوسرے طالب علموں کے ساتھ سر آغا خاں کی گاڑی کھینچی۔ آپ نے کہا گذشتہ دنوں گول میز کانفرنس کے دوران میں مجھے ہز ہائی نس کے ساتھ گہرے تعلقات قائم کرنیکا موقعہ ملا۔ اور میں نے انہیں ہمیشہ ایک نہایت مہربان اور عمدہ راہ نما پایا (نعرہ ہائے تحسین) اور ہندوستانی نمائندوں میں سے ہر ایک نے یہی بات محسوس کی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے سر ممدوح نے کہا۔

"اس وقت جو مرتبہ آپ کو حاصل ہے اور کسی کو حاصل نہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں دنیاوی اور مذہبی لحاظ سے شہزادہ۔ عام لوگوں میں شہزادہ۔ یورپ اور ایشیا کے تاجداروں کا رفیق۔ مغرب میں مشرق کا سفیر۔ یہ تمام اعزاز آپکو حاصل ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) غرض آپ کو ایک خاص حیثیت حاصل ہے۔ آپ نے اپنی ذمہ داریوں کو نہایت عمدگی سے سرانجام دیا ہے۔ اس وسیع ملک کے باشندہ ہونے کی حیثیت سے ہمیں آپ کی ذات پر فخر ہے۔ دنیائے حاضرہ میں کوئی منصب ایسا نہیں جس کے لئے آپ زینت کا باعث نہ ہوسکیں۔ اور کوئی رتبہ ایسا نہیں جس کو آپ اس طرح سرفراز نہ کریں کہ دوسرے اس کے حاصل کرنے پر فخر کریں (نعرہ ہائے تحسین)

سر ممدوح نے بیان کیا کہ یہ تقریب ایک پرائیویٹ حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ ہز ہائی نس نے فیصلہ کیا ہے کہ ملک معظم کی وفات کی وجہ سے وہ کسی پبلک تقریب میں شامل نہ ہونگے۔ ملک معظم کی وفات نے ہز ہائی نس کو نہ صرف ایک شہنشاہ سے بلکہ ایک ذاتی دوست سے محروم کر دیا ؛

سر آغا خاں نے جواب میں تقریر کرتے ہوئے میز بانوں اور چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا ہم تمام اس اسلامی اخوت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ جس کی مساوات شفقت اور حلم کی ایچ جی ولز جیسا نکتہ چین بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ حقیقۃً اسلامی تہذیب کے بغیر دنیا بالکل تہیدست ہوتی (نعرہ ہائے تحسین)

ایک بادشاہ اور ایک درویش دونو کا "شاہ" کہلانا صحیح اسلامی اخوت کو نمایاں کرتا ہے۔ اسلامی پبلک زندگی کے سالہا سال میں میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ جذبۂ اخوت ابھی تک زندہ ہے۔ یقین جانئے لنڈن میں ہم نے پورے اتحاد سے کام کیا۔ یہ محض سیاسی صورتِ حالات کی مقتضیات نہ تھیں جنہوں نے ہمیں اپنے درمیان کسی قسم کے اختلاف کو جگہ دینے سے روکا۔ بلکہ ہمیں ہر قسم کے اختلاف سے باز رکھنے والا یہی لطیف جذبۂ اخوت و برادری تھا (چیرز) اور سر محمد ظفر اللہ! آپ اس جذبہ کے کیسے بہترین نمونہ ہیں۔ پہلے دو سال آپ وفد کے خاموش رکن تھے۔ اور اس وقت آپ کے آج کے مہمان نے بھی محسوس نہ کیا تھا۔ کہ چٹانوں کے اندر ایک خالص آبدار اور درخشاں گوہر پوشیدہ ہے۔ مگر حالات نے آپ کو مجبور کیا کہ آپ عنانِ قیادت ہاتھ میں لیں۔ آپ کے طریق نمائندگی نے نہ صرف آپ کے اہل وطن سے بلکہ برطانوی مدبروں سے بھی خراج تحسین حاصل کیا۔ میں سیاسیئین یورپ کو جانتا ہوں۔ اور میں ایمانداری سے کہہ سکتا ہوں کہ مدبرین کے اس مجمع میں جسے میں طلب کروں آپ انکی صفِ اوّل میں کھڑے ہوں گے۔ (چیرز)

آپ جیسی قابلیت رکھنے والے اور آپ کے سے پاک دامن انسانوں کی بہت کم مثالیں ملتی ہیں۔ اور اس سرزمین میں جہاں نوجوانوں کے راستہ میں اسقدر مشکلات حائل ہیں آپکا چوتالیس برس کی عمر میں ملک میں ایک عظیم ترین پوزیشن جس پر اہل ملک فائز ہوسکتے ہیں۔ حاصل کر لینا ایک بے نظیر کارنامہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک محسوس کرتا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ میں آپ دوسروں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ اور کسی دن آپ وزیر اعظم ہوں گے۔ (چیرز)

جہانتک میرا تعلق ہے میرے دل میں یہ آمنگ ہے۔ کہ میں آپ سب کی خدمت کروں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

شکست ہمارے نزدیک بے معنی شے ہے۔ کوئی جنگ اس وقت تک ہاری نہیں جاتی جب تک کہ جنگ کرنیوالے خود نہ سمجھ لیں۔ کہ ہار دی گئی ہے۔ آؤ ہم مسرت و انبساط کی روح پیدا کریں۔ تاکہ مسلمان اخوت۔ اہل وطن کی خدمت اور تمام بنی نوع انسان کی خدمت کے جذبہ کی روشنی کو دنیا میں پھیلا سکیں ؛

تیس ۳۰ سال قبل کے زمانہ کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے جبکہ بہت سے کام بالکل ناممکن تھے۔ یہانتک کہ یونیورسٹی کے قیام کے خیال کو بھی پائے استحقار سے ٹھکرا دیا جاتا تھا۔ کیونکہ لارڈ کرزن اس کے مخالف تھے۔ ہز ہائی نس نے کہا اب بہت آسانیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ اور نوجوانوں کی اس نئی جنگ میں مجھے امید ہے۔ کہ سر محمد ظفر اللہ ہندوستان کے جرنیل ہوں گے ؛

تقریر ختم کرتے ہوئے ہز ہائی نس نے کہا۔

یہ ڈنر رجمنٹ کی دعوتِ طعام سے بالکل مشابہ ہے اور میں احباب سے بے تکلفی کے ساتھ باتیں کر کے بہت محظوظ ہوا ہوں ؛

اچھوتوں پر ہندوؤں کے "احسانات" کی حقیقت

ایک اچھوت نوجوان کی کھری کھری باتیں

(از مسٹر شادی رام صاحب "اچھوت" لاہوری)

بحث کے دوران میں جب کوئی شخص طعنہ زنی پر آجائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کے دلائل کا خزانہ ختم ہو چکا۔ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا۔ اور وہ اپنے فعل کو راستی و انصاف پر ثابت کرنے سے قاصر رہ چکا ہے۔ اور ایسی بے بسی کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالت میں وہ یہ محسوس نہیں کرتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے لئے دوسروں کو قصوروار ٹھہرانا چاہتا ہے۔ اس کی حالت قابل رحم ہو جاتی ہے، مگر اس میں قصور صرف اسی شخص کا ہے جو اپنی آنکھوں پر خود غرضی کی پٹی باندھ کر اپنے گناہوں کو صرف چھپاتا ہی نہیں۔ مگر دوسروں پر پل پڑنا چاہتا ہے۔ تاکہ دنیا کی آنکھوں میں دھول ڈال سکے۔

طعن و تشنیع کا حربہ

بالکل یہی حالت اب ہندوؤں کی ہے۔ اب ان کے دلائل کا سودا بک چکا ہے۔ اور ان کے پاس محض طعنہ بازی ہی ایک انکا حربہ باقی رہ گیا ہے۔ اسی حربہ سے وہ ہم اچھوتوں پر بہت بے خوفی اور بے رحمی سے حملہ کر رہے ہیں۔ ایک کوئی ماسٹر آتما رام جی ہیں۔ جو طعن و تشنیع کے سفیہانہ حربے کو استعمال کرنے والے پہلے سپاہی ہیں۔ جب گول میز کانفرنس میں اچھوتوں کے واحد لیڈر ڈاکٹر امبیدکر صاحب نے اچھوتوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے کمر باندھی تو بجائے اس کے کہ دلائل سے ڈاکٹر موصوف پر اثر ڈالا جاتا مذکرہ بالا ماسٹر آتما رام جی نے اپنی ساری طاقت اس بات کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے پر خرچ کر دی کہ ڈاکٹر امبیدکر کو ہندوؤں نے تعلیم دلائی ہے۔ یہ احسان جتاتے وقت آپ کا قلم اس قدر جوش میں آیا کہ اپنے جامے سے باہر ہو گئے اور لگے ڈاکٹر امبیدکر کو صلواتیں سنانے۔

اسی قسم کے پنجاب میں ایک اور آریہ سماجی ہیں وہ ہوشیارپور والے دیوی چند جی ہیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے اس قسم کی دھمکیاں دینی شروع کر دی تھیں کہ اگر اچھوت لوگ ڈاکٹر امبیدکر کی حمایت کریں گے۔ تو ہندو دیہات میں ان کا رہنا ناممکن بنا دیں گے۔ انہوں ڈاکٹر صاحب اور ادھرمیوں کی مخالفت کو اپنا شیوہ ہی بنا لیا ہے۔ میں گذشتہ کئی سالوں سے ان آریہ سماج کے پلیٹ فارموں پر سے خاصکر سالانہ اجلاس کے موقعہ پر بولتے ہوئے سن رہا ہوں۔ ان سب کے لیکچروں میں جو مشترکہ بات پائی جاتی ہے وہ یہی ہے کہ وہ اچھوتوں پر ہندوؤں کے احسانات کو واضح کر کے ان پر اپنا رعب ضرور جماتے ہیں۔ "ڈاکٹر امبیدکر صاحب کو بیرسٹر کس نے بنایا۔ ایم سی راجہ کو اسمبلی کا ممبر کس نے بنایا۔ مسٹر ایشور داس کو بی اے کس نے بنایا؟ ہندوؤں نے" یہی ان کا من بھاتا گیت ہے۔ وہ اسی گیت کو آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر الاپا کرتے ہیں۔

ہندو اخبارات بے اصول ہیں!

ایسے اشخاص کے علاوہ جو رویہ ہندو اخبارات کا خاصکر ان کے اردو اخبارات کا رہا ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جاوے کم ہے۔ بہت سے ہندو اخبارات تو ایسے ہیں جن کا سر ہے نہ پیر نہ کوئی اصول ہے نہ دھرم ہے۔ مزا تو جب تھا کہ ہمارے ہاتھ میں بھی پریس ہوتا۔ پھر دیکھتے کہ ان کے دانت کیونکر کھٹے ہوتے ہیں۔ ان کو محض اس وجہ سے بیہودہ حرکات کا حوصلہ ہو جاتا ہے، وہ جانتے ہیں کہ ان کا جواب دینے والا کوئی نہیں خیر اتنا ہم کہہ دیتے ہیں کہ کچھ مدت تک وہ ہماری زبان بندی کر سکتے ہیں۔ لیکن دنیا کے تختے پر کوئی ایسی طاقت موجود نہیں ہے، جو ہمارے زخمی دلوں کی دہکتی ہوئی آگ کو بجھا سکے۔

بھائی پرمانند کی اشتعال انگیزی

ہم نے آج تک ایسی بیہودہ حرکات کی پرواہ نہیں کی۔ مگر اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ اب ہماری آتمائیں بے بسی کے عالم میں تڑپ رہی ہیں۔ اب بھائی پرمانند نے بھی جو ہندوؤں کے ایک بہت بڑے لیڈر مانے جاتے ہیں اسی حربے کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے جس کا استعمال ماسٹر آتما رام۔ اور دیوی چند جی جیسے لوگ کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے "ہندو اخبار" کے ہفتہ وار ایڈیشن میں ایک مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ہے۔ "کیا یہ قصور ڈاکٹر امبیدکر کا ہے؟" اس مضمون میں بھائی جی نے ایسی اشتعال انگیز باتیں لکھی ہیں۔ جن کو پڑھکر وہ کون سا اچھوت بھائی ہے جس کے دل میں غصہ و حقارت کی آگ نہ بھڑکے گی پہلے تو انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر امبیدکر کی شخصیت ہندوؤں ہی کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ ان کے موجودہ اعلانات پر تبصرہ کرتے ہوئے اور ڈاکٹر صاحب کو سخت سست کہتے ہوئے بھائی جی نے ان کی شان میں گستاخانہ باتیں لکھی ہیں۔ پھر پنجاب کے کسی ایک اچھوت نوجوان پر جسکو ڈی اے۔ وی کالج میں پڑھنا پڑا تھا اپنا نزلہ گرائے بغیر اپنے مضمون کو ختم نہ کر سکے۔ بھائی جی نے تو اچھوتوں کو نہایت ناشکر گذار کہا ہے۔

ہمیں اچھوت کس نے بنایا؟

خیر ماسٹر آتما رام جی۔ اور دیوی چند جی اپنے دلوں کے بخار نکال لیں۔ اور خوب نکال لیں۔ بھائی پرمانند جی کا غیظ و غضب ہم اچھوتوں پر مسلط ہو جائے اور اچھی طرح سے ہو جائے۔ ہندو اخبارات اپنی مستی میں اپنے قلموں کو پورے جوش میں لائیں اور جی کھول کر ان کو چلائیں۔ مگر ایسا کرنے سے پہلے ان سب اصحاب کو میری مندرجہ ذیل سطور پر غور فرما لینا نہایت ضروری ہو گا۔

چند روپے دے کر ہندوستان میں ایک دو اچھوت نوجوانوں کو پڑھا کر بار بار اپنا احسان جتلانے والے ہندوؤ! کیا تم یہ بتلا سکتے ہو کہ ہمیں اچھوت کس نے بنایا؟ کیا مسلمانوں نے یا انگریزوں نے یا تمہاری اپنی ہی حرکت ہے۔ اور تمہارے ہی عالمگیر دھرم کی جیتی جاگتی ایک بےنظیر مثال ہے۔ ہمیں انسانیت کے درجہ سے کس نے گرا دیا ہے؟ ہمیں کتوں اور گدھوں سے بدتر کس نے بنا دیا ہے؟ کیا تم نے ہمارے سب کے سب حقوق نہیں چھین لئے ہیں۔ "اے پاکیزہ دل ہندوؤ!" کیا اس بات کو دنیا نہیں جانتی کہ تمہارے دھرم شاستروں کے پڑھے جانے کی آواز تک سننے پر ہمارے چھوت بھائیوں کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جاتا تھا۔ ان کی زبانیں کاٹ دی جاتی تھیں تمہارے دیوتا رام نے ہمارے ایک اچھوت تپسوی جس کا نام شمبک تھا اس لئے سر قلم کر دیا تھا کہ وہ ایک اچھوت ہو کر تپسیہ (ریاضت) کر رہا تھا۔ اکلویہ شودر کا انگوٹھا درونا چارو نے اس لئے کاٹ لیا تھا۔ کیونکہ ارجن اور اس کے ساتھی جنم کی بھیماتی کشتری یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ ایک شودر ان کے مقابلہ میں فن حرب (دشستر ودیا) میں اس قدر کمال دکھا سکے۔ تمہارا سچائی کا پتلا راجہ ہریش چندر ایک بھنگی کا غلام ہوتا ہوا بھی اس کے گھر کا کھانا نہیں کھاتا تھا۔ کیونکہ بھنگی اچھوت تھا۔

ناسک اور دہلی کے واقعات

یہ تو رہیں پرانی باتیں۔ آجکل کیا ہو رہا ہے؟ ذرا آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمائیے! کہ ناسک میں کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہندوؤں نے وہاں ہمارے اچھوت بھائیوں کا دم ناک میں نہیں دے رکھا ہے؟ کاویتھا کا نظارہ ہمارے سامنے ہو بہو اسیطرح ناچ رہا ہے۔ میرٹھ میں گولی کا واقعہ چند ہی روز کی بات ہے دہلی میں برات کو چوبیس گھنٹے روکے رکھنا تمہیں چند ہی مہینوں میں بھول نہیں جانا چاہئے۔ مدراس کے اچھوت بھائیوں کی حالت جن کو "نزدیک پہنچنے کے ناقابل اور دیکھے جانیکے ناقابل" کہا جاتا ہے۔ کسی کے دل کے ٹکڑے کئے بغیر رہتی ہے؟

کیا کرن سنگھ کی شہادت تمہاری نگاہوں میں اضافہ نہیں کر گئی۔ کیا کیا گنائیں؟ ہزاروں ایسے واقعات روزانہ ہو رہے ہیں۔ کیا تم ہم پر ان شاستروں کو ٹھونسنا چاہتے ہو۔ جن میں ہمیں اچھوت شودر۔ نیچ۔ چنڈال وغیرہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ تم نے ہمارا خون پی کر ہماری وہ قابل رحم حالت کر دی ہے جسکی مثال کسی بھی سوسائٹی میں نہیں ملتی۔

ہمارے بھائیوں کے ضمیر خرید لئے

میں ایک اور بات بھی کہہ دوں۔ جو بھی ہمارا بھائی تمہارے نزدیک آیا۔ اسے تم نے اپنا غلام بنا لیا۔ جو آریہ سماج کے سکولوں اور کالجوں میں پڑھے ہوئے ہیں۔ یا جو ان کے پاس نوکر ہیں۔ ان کے ضمیر کو تم نے خرید لیا ہے۔ ایک دو آدمیوں کو چھوڑ کر ان میں اتنی جرأت نہیں کہ وہ تمہارے مظالم کے خلاف آواز اٹھا سکیں۔ وہ تمہارے احسان کے نیچے اتنے دب چکے ہیں کہ وہ ہماری مدد کرنے کی بجائے ہمارے راستے میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ وہ ہمیں ترقی پر لے جانے کی بجائے اندھے کنوئیں میں پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسے آدمیوں کے نام لینا میں مناسب نہیں سمجھتا۔

ہمارا حصہ ہمارے حوالے کرو

میں یہ بھی پوچھ لینا چاہتا ہوں۔ کہ تمہیں جو گورنمنٹ کی طرف سے کونسلوں وغیرہ اور گورنمنٹ کی نوکریوں میں جو نیابت ملی ہے۔ کیا وہ محض ہندوؤں کی آبادی کی بنا پر ملی ہے یا اس آبادی میں اچھوتوں کی آبادی بھی شمار کی گئی ہے؟ تمہیں اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہئے کہ آبادی کے لحاظ سے جتنے حقوق تمہیں ملے ہیں۔ ان میں سے ایک تہائی حصہ ہمارا ہے۔ اسی نمائندگی کی بدولت آج تمہارے وزیر ہیں جج ہیں مجسٹریٹ ہیں۔ پولیس اور فوج میں اعلیٰ اعلیٰ رتبہ کے افسر ہیں۔ میں پھر دہراتا ہوں۔ کہ اس میں حصہ ہمارا ہے۔ آج تم لوگ چند روپے دیکر ایک آدمی کو پڑھاتے ہو یا ایک آدمی کو تیس چالیس روپے کی نوکری دلانے میں مدد کرتے ہو۔ اور اس کے بدلے تم اچھوتوں کے ضمیر کو خریدنا چاہتے ہو۔ اس کی قیمت یہ چاہتے ہو کہ ہم میں سے کسی کو تمہارے مظالم کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔ واہ رے ہندوؤ! تم نے بھی کمال کر دیا۔

ہندو جوگیوں کی عجیب و غریب ریاضتیں

روزنامہ اسٹیٹسمین میں دو قدیم ہندو جوگیوں کا حال شائع ہوا ہے۔ ایک جوگی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بارہ سال کی مدت تک نہ بیٹھا نہ لیٹا بلکہ مسلسل کھڑا رہا یا چلتا رہا۔ زندگی کی تمام ضرورتیں اس نے اس طرح پوری کیں۔ کھانا، پینا، سونا، حوائج بشری، بات چیت، میل ملاقات، بیماری وغیرہ کسی حالت میں بھی یہ شخص زمین پر بیٹھا نہ لیٹا۔ کھڑے یا چلتے وقت وہ زندگی کی تمام ضرورتیں پوری کرتا تھا۔ بارہ سال کی طویل مدت اس نے اسی طرح بسر کر دی۔ اس جوگی کا نام گوسائیں پران پوری تھا۔

اس جوگی کا دوسرا مجاہدہ یہ مذکور ہے کہ اس نے اپنے دونو ہاتھ شانے کے اوپر کھڑے کر کے سر کے اوپر لے جا کر مضبوط بندھوا دیئے اور اب ہاتھوں سے کوئی کام لینے کی صورت باقی نہیں رہی۔ ہاتھ جیسے اجزاء جسم سے بیکار کر دئے گئے اور کھانا پینا کسی چیز کا چھونا، اٹھانا، ہٹانا، رکھنا ہاتھ کے ذریعہ سے ممکن ہی نہیں رہا۔ دو چیلے ہر وقت ساتھ رہتے تھے یہ سارے کام وہی کر دیتے تھے۔ اور پورے بارہ سال یہ مجاہدہ بھی مجاہدہ سابق کے ختم کے بعد جاری رہا

رشی کیش کے موجودہ سادھو

رشی کیش میں آجکل سمادھی بازی کا بہت زور ہے۔ چند روز ہوئے ایک شخص سمادھی نامی نے ۴۵ دنوں کی سمادھی لگائی تھی۔ یعنی وہ شخص ۴۵ روز تک کھائے پئے بغیر بلا حس و حرکت دم حبس کئے ایک تنگ مکان میں محبوس رہا۔ اور ۴۵ روز کے بعد اس کو زندہ در گور نکال لیا گیا۔ اب ایک اور جوگی جن کا نام کنول نین ہے ایک مہینے کے لئے سمادھی لگائیں گے۔ سمادھی کے اختتام پر ایک اور مشہور یوگی ۱۲ گھنٹے تک گنگا کے پانی کے اوپر ہوا میں معلق رہیں گے۔ اخبارات کے ذریعہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پہلی سمادھی کے متعلق بعض لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے۔ اور بے اطمینانی کی باتیں اڑتی رہی ہیں۔

ہندو لوگ اس قسم کے شعبدوں کو کمالات انسانیہ میں سے شمار کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی بہت تعظیم و تکریم بجا لاتے ہیں جو اس طرح کا کوئی کرتب دکھا دیتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی نظروں میں ایسے اشغال کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ بہت سے جانور اور کیڑے مکوڑے ایسے ہیں جو پانچ پانچ چھ چھ ماہ کی سمادھیاں لگائے موسم سرما میں گڑے رہتے ہیں۔ اور موسم گرما کی آمد پر پھر اپنی قبروں سے نکل آتے ہیں۔ پیر انصار کیا خوب فرماتے ہیں:۔

اگر بر روئے آب روی خسے باشی اگر در ہوا پری مگسے باشی
دل بدست آر تا کسے باشی

ہوا میں معلق رہنے کی ودیا کا تعلق بھی حبس دم کے ساتھ ہے

عبرت

ان اشتہاری سمادھیوں کی غرض خدا کی طلب یا اسکی خوشنودی کی تلاش نہیں ہوتی۔ ان کا باعث حب جاہ ہوتی ہے۔ اور مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کے دلوں میں قدر و منزلت اور عظمت و وقعت کا سکہ جم جائے۔ اور ہر طرف سے بھینٹ پوجا اور خاطر تواضع ہونے لگے جو لوگ ان سمادھیوں وغیرہ کے منتظم ہیں وہ بھی بہت کچھ ہاتھ رنگ لیتے ہیں اسی طرح مسلمانوں میں بھی بہتیرے ایسے ریاکار فقیر اور مکار درویش ہوتے ہیں جو اپنا الو سیدھا کرنے کیلئے دھوم دھام کی چلہ کشیاں کرتے ہیں۔ اور بالآخر کسی مرید کی بہو بیٹی کو لے بھاگتے ہیں

اگر یہ ریاضتیں اللہ کے لئے ہوں۔ تو اللہ کے لئے کسی دکھانے سنانے کی کیا ضرورت ہے۔

برو علم یک ذرہ پوشیدہ نیست
کہ پیدا و پنہاں بنزدش یکیست

عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں

اخبار ہمدم عیسائی پادریوں کی تبلیغی سرگرمیوں کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ "اچھوتوں کو عیسائی بنانے کے سلسلہ میں وہ نہایت کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک میلہ جہاں بیس ہزار آدمی کا مجمع تھا دیسی عیسائی پادری ایک گوشہ میں چند یتیم لڑکیوں کو کھڑا کر کے تقریریں کر رہے تھے! ور مفلس حاضرین کو مخاطب کر کے بتا رہے تھے۔ کہ یہ لڑکیاں بھی جو اس وقت صاف ستھرے خوبصورت لباس پہن کر مہذب خواتین معلوم ہو رہی ہیں پہلے تمہاری طرح ننگی اور بھوکی تھیں مگر انکے نصیب سے پادری کی اور وہ حلقہ عیسائیت میں داخل ہو گئیں اور مس صاحبہ ہو گئیں۔ اب ذرا انکا امیرانہ ٹھاٹھ تو دیکھو شاہی قوم کا لباس پہن رکھا ہے۔ بادشاہ وقت کی زبان بول سکتی ہیں۔ رنگ کو چھوڑ کر سر سے پاؤں تک یورپین نظر آتی ہیں

ہیں۔ ایک جانب ایک پادری صاحب ہارمونیم سے حضرت عیسیٰ کے بھجن گا رہے تھے۔ کہیں یورپین مشنری پگڑی سر پر رکھے اور دھوتی پہنے بالکل ہندوستانیوں کا بہروپ بھرے میجک لینٹرن کے ذریعہ اچھوتوں کی ذلیل حالت کا نقشہ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

وصیّت نمبر ۳۷۰۷

منکہ عبدالغفار جراح ولد حاجی غلام رسول صاحب مرحوم قوم حجام۔ پیشہ جراحی عمر ۳۹ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن قلعہ بھنگیاں ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مؤرخہ ۲۲ جولائی ۳۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے:۔

(۱) ایک قطعہ مکان واقعہ قلعہ بھنگیاں امرتسر مشترکہ برسہ حصص مالیتی -/-/۱۵۰۰ روپے ہے جس میں میرے حصہ کی قیمت ۵۰۰ روپیہ ہے۔ (۲) ایک قطعہ مکان واقعہ محلہ مذکور ملکیت خود مالیتی -/۷۰۰ روپیہ ہے۔ جائیداد مذکورہ کی کل قیمت بارہ سو (۱۲۰۰) روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت دس۱۰ روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصّہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیّت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد بقلم خود عبدالغفار جراح۔ قلعہ بھنگیاں امرتسر ۲۲ ۷/۳۴ –

گواہ شد۔ ڈاکٹر محمد منیر امیر جماعت احمدیہ امرتسر –

گواہ شد۔ بہاول شاہ سیکرٹری وصایا۔ جماعت احمدیہ امرتسر کٹڑہ خزانہ۔ بازار سورج گنڈ

وصیت نمبر ۳۳۵۳

منکہ محمد عظیم ولد منشی رحیم بخش صاحب قوم قریشی۔ پیشہ ملازمت۔ عمر ۵۳ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۰۰ء ساکن کرنال۔ ضلع کرنال۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مؤرخہ ۲۸ ۱۲/۳۳ حسب ذیل وصیّت کرتا ہوں:۔

میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد -/۷۶ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصّہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ محمد اعظیم بقلم خود۔ گواہ شد۔ غلام حسین احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ دہلی۔ گواہ شد۔ محمد لطیف سب جج کرنال۔

وصیّت نمبر ۴۱۰۶

منکہ محمد فضل خاں ولد قائم الدین قوم راجپوت پنوار پیشہ زراعت عمر ۸۸ سال۔ تاریخ بیعت ۱۸۹۴ء ساکن چنگا بنگیال تحصیل گوجرخان۔ ضلع راولپنڈی۔ بقائمی ہوش حواس بلاجبر و اکراہ آج مؤرخہ ۲۲ ۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت کوئی ماہوار آمدنی نہیں ہے۔ اسوقت میری ملکیت میں اراضی واقعہ چنگا بنگیال ایک مکان خام ہے میری زمین و مکان کی قیمت تخمیناً -/۵۰۰۰ ہزار روپیہ ہے میں اپنی جائیداد کے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیّت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد میری جائیداد کے ۱/۱۰ حصّہ کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بطور حصّہ وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو اتنی رقم حصّہ وصیت سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد محمد فضل خاں بقلم خود ۲۲ ۱/۳۴ –

گواہ شد۔ احمد خاں نسیم مولوی فاضل پسر موصی۔

گواہ شد۔ غلام نبی مصری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔

وصیّت نمبر ۴۰۳۴

منکہ فیض قادر ولد شیخ نور احمد صاحب قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷ ۹/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اسوقت -/۵۵ روپیہ ماہوار ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ تادم زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصّہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ فیض قادر ولد شیخ نور احمد صاحب قادیان۔ حال ملازم راولپنڈی ۱۷ ۹/۳۴ –

گواہ شد۔ ظہیر احمد سیکرٹری مال انجمن احمدیہ راولپنڈی گواہ شد۔ ایم۔ اے ایاز انسپکٹر وصایا۔ ضلع راولپنڈی۔

وصیّت نمبر ۴۲۱۵

منکہ محمد اسمٰعیل ولد نبی بخش صاحب قوم کمہار۔ پیشہ تجارت۔ عمر تیس۳۰ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مؤرخہ ۱۲ اگست ۳۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کچھ نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمدنی ۱۳ روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصّہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ محمد اسمٰعیل بقلم خود ۱۲ ۹/۳۴ –

گواہ شد۔ محمد امین محصل مسجد اقصےٰ قادیان۔

گواہ شد۔ مبارک احمد بھٹی سیکرٹری مال مسجد اقصیٰ قادیان

کارخانہ امرت دھارا کی پینتیسویں (۳۵) سالگرہ

پنڈت ٹھاکر دت جی شرما وید موجد امرت دھارا تمام باشندگان ہند کے دلی شکریہ و مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے امرت دھارا جیسی دوائی ایجاد کی۔ جو گذشتہ ۳۵ سال سے درجنوں انسانی امراض کیلئے تیر بہدف ثابت ہو چکی ہے۔ اور اس وقت اس سے لاکھوں انسانوں نے فائدہ اٹھایا ہے پنڈت جی کی دیگر ادویات بھی جہانتک سنا جاتا ہے نہایت مفید و تسلی بخش ثابت ہوئی ہیں۔ پنڈت جی ایک اعلیٰ درجہ کے مصنّف بھی ہیں۔ اور آپ کی کتب دلچسپی سے پڑھی جاتی ہیں۔

ہم کو اپنے ناظرین کو یہ اطلاع دیتے ہیں خوشی ہے کہ امرت دھارا کے ۳۵ ویں سالانہ جلسہ کی خوشی میں کارخانہ امرت دھارا نے امرت دھارا و دیگر ادویات و کتب کی قیمت میں کمی کر کے ہر شخص کو موقعہ دیا ہے کہ وہ امرت دھارا اور دیگر ادویات یا کتب آسانی سے خرید سکے۔ یہ رعایت کل ماہ مارچ کے واسطے ہے۔ اور جسوقت ناظرین کے ہاتھ میں یہ اخبار ہوگا۔ اس وقت بھی وہ اس رعایت سے پورا پورا فائدہ اٹھاویں گے۔

ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امرت دھارا کے پینتیسویں ۳۵ سالانہ جلسہ کی خوشی میں ماہ مارچ میں امرت دھارا اور اسکے مرکبات ۳/۴ قیمت پر اور باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر ملیں گی!

گھر میں رکھنے والی چھ چیزیں جن کا ثانی دوسرا نہیں

یہ سب اخیر مارچ تک ۳/۴ قیمت پر ملیں گی۔ دیگر ادویات و کتب نصف قیمت پر ملینگی

امرت دھارا (رجسٹرڈ)

لاہور کے مشہور و معروف حکیم کوی وِنود ویدیہ بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید کی ایجاد ہے جس نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ باقی پانچوں ادویات اس عجیب الاثر دوائی کی ملاوٹ سے تیار کی جاتی ہیں۔ لاکھوں استعمال کرنے والوں میں سے ۳۶ ہزار سے اوپر لکھ کر بھیج چکے ہیں کہ

امرت دھارا ہر گھر اور ہر جیب میں موجود رہنی چاہیئے

یہ ایک ہی دوائی کھانے اور لگانے سے تقریباً کل امراض یا حادثات کا قطعی علاج ہے ہر قسم کی اندرونی و بیرونی درد۔ نزلہ۔ کھانسی زکام۔ دمہ۔ بخار ہیضہ انفلوانزا۔ پلیگ۔ بدہضمی۔ چوٹ زخم پھوڑا پھنسی سانپ بھڑ وغیرہ کا ڈنگ کوئی بیماری نہیں جو یہ دور نہ کرے قیمت دو روپے آٹھ آنہ ؎ نصف ؎ ۔ نمونہ ۸ ؎

امرت دھارا مرہم رجسٹرڈ

بہت سی مدلل جلدی امراض کے دور کرنے والی ادویات کو اپنی مشہور و معروف دوائی امرت دھارا کے ساتھ ملانے سے تیار کی گئی ہے۔ امرت دھارا مرہم میں

کوئی حیوانی چربی شامل نہیں ہے

امرت دھارا مرہم تقریباً تمام جلدی امراض کے واسطے بے نظیر ہے۔ تمام قسم کے زخم۔ چوٹ۔ رگڑ پھوڑے پھنسیاں۔ خارش۔ داد۔ چنبل۔ اگزیما۔ چھالے۔ ہاتھ پاؤں کا پھٹنا۔ سوزش جلد جلدی دانے زخم۔ آتشک۔ بسنہ بواسیر۔ مچھر۔ بھڑ وغیرہ کا ڈنگ۔ آگ یا گرم پانی یا تیزاب وغیرہ سے جلنا سب اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے گہرے زخم اتنی جلدی بھرنے شروع ہوتے ہیں کہ بڑے بڑے ڈاکٹر حیران رہ جاتے ہیں۔ عجیب مرہم ہے۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ (ؔ)

امرت دھارا صابن رجسٹرڈ

اس صابن میں جو خوبی ہے وہ کسی میں نہیں۔ یہ صابن جلدی امراض جیسے داد چنبل۔ پھوڑے پھنسی۔ پتی۔ خارش گرمی دانے کیل۔ چھائیاں وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ مگر کاربالک سوپ وغیرہ کی طرح بدبودار نہیں ہے۔ بلکہ روزانہ استعمال کے لئے یہ لاثانی چیز ہے میل کو فوراً دور کرتا ہے۔ چمڑے کو نرم اور خوبصورت بناتا ہے۔ ڈس انفکٹنٹ (جرم کش) اول درجہ کا ہے۔

اس واسطے وبائی دنوں میں باہر سے آ کر اس سے ہاتھ دھونے چاہئیں!

جب سے ہم نے یہ صابن مشتہر کیا ہے۔ پبلک نے اسکو بہت پسند کیا ہے۔ قیمت تین ٹکیہ کا بکس صرف چودہ آنے ۱۴ ؎ فی ٹکیہ ۵ ؎

امرت دھارا لوزنجز یعنی امرت دھارا کی میٹھی ٹکیہ رجسٹرڈ

ولایت سے پیپرمنٹ کی ٹکیہ وغیرہ برائے فروخت ہندوستان میں آتی ہیں۔ ہم نے امرت دھارا کی ٹکیہ تیار کی ہیں۔ جن کے ذریعے بچے اور نازک مزاج تک بھی امرت دھارا کو نہایت خوشی سے کھا سکتے ہیں آپ جیب میں ہر وقت امرت دھارا ٹکیہ کو رکھ سکتے ہیں۔ اور ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ان کے چوسنے سے حسب ضرورت امرت دھارا کا فائدہ ہونے کے ساتھ ساتھ دانتوں اور مسوڑھوں کی امراض بلغم۔ خراش گلو۔ گلے بڑھنا۔ کھانسی وغیرہ کو فائدہ ہوتا ہے۔ بچوں کو کہو کہ بدیسی ٹکیہ و گولیاں وغیرہ کھانے کی بجائے ان کو پاس رکھا کریں۔

قیمت فی ڈبیہ ایک سو ٹکیہ ۴ ؎

امرت دھارا بام

یہ بام خاص طور پر تمام قسم کی دردوں کے واسطے اکسیر ہے۔ جہاں درد۔ سوجن۔ اینٹھن۔ چیرنا۔ توڑنا کرینا وغیرہ ہو۔ اس جگہ کے لئے اس سے بڑھکر آپ کو آرام دینے والی بام نہ ملے گی۔ گنٹھیا۔ گوٹ۔ درد چھاتی وغیرہ سب میں استعمال ہو سکتی ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ (ؔ)

امرت دھارا لوشن

اسکے غرارے کرنے سے منہ و دانت و گلا کی عفونت دور ہوتی ہے اور منہ کی بیماریاں نہیں ہوتیں اگر ہوں تو ہٹ جاتی ہیں۔ دانت مضبوط رہتے ہیں۔ حجامت کے بعد مل لینے سے استرا لگنے کا اثر نہیں ہوتا۔ بالوں پر ملنے سے بال مضبوط رہتے ہیں۔ گلے کی خرابیاں۔ دانتوں کی عفونت گندہ ذہنی۔ مچھر وغیرہ کاٹے پر لگا سکتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ

خط و کتابت و تار کا پتہ:- المشتھر

امرت دھارا۔ لاہور } مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا سڑک۔ امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار ارجیل سنگھ صاحب ایم۔ اے

پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ لکھتے ہیں کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں۔ میں نے پہلے انگریزی میں بھی ترجمہ پڑھا ہے۔ لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دور ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے۔ میں آپکا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا۔ جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد دینے والا ہے۔"

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج اس رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہو۔ سوا سات سو صفحات ہیں کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے۔ مذہب اور روحانیت کے خواہشمند کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کے لئے بھی فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنیکا سامان پیدا کر دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھ کر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہئے کہ وہ اپنی مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کا دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں۔"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا لیکن عربی سے ناواقف ہونیکی وجہ سے آجتک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے۔ اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجا لائے ہیں۔"

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولیٹیکل آفس سبی (بلوچستان)، لکھتے ہیں کہ "گو مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکتی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرقریزی کا نتیجہ ہے کلیۃً پڑھ سکوں۔ تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے۔ گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی اور بامحاورہ الفاظ ملتے ہیں۔ جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں مثلاً لفظ انشاء اللہ کو لیجئے۔ اس کے معنی ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہے۔ تو یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے۔ جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے۔ بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو۔ ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے۔ کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے۔ تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے۔ مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں آتا۔ میرا سب کی خدمت میں ادب سے یہ مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس بارے میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے۔ یہ امر محض مطالعہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ گرنتھ سامنے پڑا ہے۔ پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو۔ اور کرنیوالا شیخ محمد یوسف ہو۔ تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے۔ جو سونے پر سہاگہ ہے۔ خدا کرے ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں۔ تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہانتک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی۔ جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تاکہ "اللہ اکبر" کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں۔ اور اسکی زد سے بچ جائیں۔ یہ ترجمہ پڑھ کر اب وہ اخیر تک اذان سن سکینگے۔ مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا۔ اس کے باہر ایک مسجد تھی۔ جب اذان کا وقت ہوا۔ تو وہاں سے اذان کی آواز آتی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ میں اسوقت گو بے سمجھ تھا مگر اسقدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید ملاں گالیاں نکالتا ہوگا جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے۔ جب میں نے ہوش سنبھالا۔ اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا۔ تو انکی نافہمی پر مجھے رونا آیا ہے ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ اب شیخ صاحب کی مہربانی کشادہ دلی اور عرقریزی سے ایک اہم ضرورت پوری ہو گئی ہے۔ اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہر شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ یہ سب جہالت کے رنگ ہیں۔ میں بارگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں۔ کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو مامون و محفوظ رکھے۔ اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے!

میری دیرینہ تمنا بر آئی

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی سری گورو سنگھ سبھا سمہ سٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "مکرم و معظم جناب ایڈیٹر صاحب نور۔ ست سری اکال۔ عرصہ سے اشتیاق تھا۔ کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کی جائے۔ لیکن بوجہ عربی نہ جاننے کے ہم محروم تھے۔ اتفاق حسنہ سے آپکے ایک قادیانی بھائی کے توسط سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ چند یوم کیلئے ملا۔ جس سے میری دیرینہ خواہش بر آئی۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ گورمکھی قرآن مجید ایک روحانی اور لاثانی ستا گرنتھ کتاب ہے۔

ہدیہ: کاغذ اعلیٰ مجلد تین روپے۔ کاغذ ادنیٰ مجلد دو روپے۔ ملنے کا پتہ منیجر اخبار نور قادیان دارالامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ!

اکسیر البدن رجسٹرڈ دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں۔ اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ دل میں نئی امنگ اعضاء میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا۔ کمزور کو زور آور۔ اور زور آور کو شاہ زور۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

جناب ملک شیر محمد خانصاحب رئیس کوٹ رحمت خاں ڈاکخانہ مومن ضلع شیخوپورہ

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے مثلاً فالج۔ پسلی کا درد۔ پیشاب کا جلن سے آنا۔ اکسیر البدن کے ذریعہ سب کو آرام ہوگیا۔ آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں۔ اس کی اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر دے۔ آپ کی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے۔ ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔"

دُنیا میں تو موتی سُرمہ کی ہی دھوم مچ رہی ہے!

آج دنیا اس بات کو مان چکی ہے کہ موتی سُرمہ جملہ امراض چشم کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ضعف بصر۔ ککرے جلن۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ جملہ امراض کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھتے ہیں وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بہتر پاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (۲/۸)

محصول ڈاک علاوہ

ایک جج صاحب بہادر نے بہت سا سُرمہ مُفت تقسیم کیا

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کنٹونمنٹ سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی فیروزپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپکا موتی سرمہ ایک سب جج صاحب بہادر کو استعمال کروایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا فائدہ دیا کہ وہ آپ کے موتی سرمہ کے گرویدہ ہی ہو گئے۔ اب وہ غرباء میں بطور کار خیر مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ آدھ آدھ تولہ والی بارہ ۱۲ شیشیاں اور ایک شیشی تولہ والی بدیں خط ہذا بذریعہ وی پی جلد بھیج دیجئے۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی رُوح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بےچینی۔ سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے (عـــہ ۲۰ ر) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۷۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا!

جناب ڈاکٹر بشیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض جسکی عمر ۷۵ سال سے متجاوز ہو چکی تھی اور جسکو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی کو استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اسکے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہوگئی جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے!۔

تریاقِ اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپکے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہو کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپکی پاکٹ میں ہیں۔ اسکے ہر قطرہ میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد معدہ کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کیلئے اکسیر۔ قصہ کوتاہ۔ تقریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی صرف دو روپے چار آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

تریاقِ اعظم کے ذریعہ جاں بلب مریض کو شفا ہوگئی

جناب مسٹر ایم اے خلیل الرحمٰن صاحب ایم اے آنرز۔ ویٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی۔ میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ یہ تریاق ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفاء ہوئی۔ اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں۔ جس میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اسے زندگی کا رہبر کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو۔ زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپیہ۔ علاوہ محصولڈاک

تین شیشی اور بھیجئے

جناب بابو محمد عالم صاحب ہیڈ کلرک اچھاپور نوابگنج سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے پہلے بھی آپ سے اکسیر بواسیر نامی دوا منگوائی تھی۔ جس سے وہ دوست ایک سال تک بالکل اچھے رہے۔ ان کو دیکھ کر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے۔ لہٰذا بدیں خط ہذا تین شیشی اکسیر بواسیر اور بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔"

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے۔ اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے ایک روپیہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ۔ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دے گا ایک ماہ کی خوراک جس میں پندرہ ۱۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ بادگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ کیلئے تیر بہدف ہے دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ حافظہ اور ذہن کو تقویت پہنچاتا ہے۔ کمزور اور دماغی کام کرنیوالوں کیلئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت صرف دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اوّل تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پائخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اسقدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ انکا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایکسو گولی کی قیمت دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں بہت جلد انشاء اللہ اس بلا سے نجات دلا دیں گی۔ قیمت یکصد گولی دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنیکے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اسکی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اسکی قیمت تین روپے رکھی جاتی ہے محصولڈاک علاوہ۔

بیس ۲۰ سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خانصاحب مگھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں۔ کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس ۲۰ سال کی امراض احتلام جریان۔ سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے"!

اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہوتی ہے مگر مرض دمہ سے تو خدا کی پناہ۔ کیونکہ یہ ایسا نامراد موذی مرض ہے کہ نہ اٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے نہ چلتے حتیٰ کہ انسان کو کسی پہلو بھی تو چین نہیں آتا۔ پھر اس کے متعلق عام طور پر یہ مشہور ہے کہ دمہ دم کے ساتھ جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ ہر فرد بشر کو اس موذی مرض سے بچائے۔ ہم نے سالہا سال کی محنت شاقہ اور بڑے تجربہ کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے۔ جو انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ میں خدا کے کرم سے اس ظالم مرض سے انسان کا چھٹکارا کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے علاوہ محصولڈاک۔

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اسوقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جسکی بو سے مچھر اسطرح بھاگتا ہے جسطرح "لاحول" سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ محصول ڈاک علاوہ۔

بال اڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ۸/

محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:۔ مینجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

آٹھ کتب کا اکھٹا سٹ خریدنے والوں سے بجائے صہ کے صرف عہ/

موتی کوڑیوں کے مول

آٹھ کتب کا اکھٹا سٹ خریدنے والوں سے بجائے صہ کے صرف عہ/

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیئو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مُردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانکؒ کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقاید کی تردید کی ہے۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقاید کے گورو صاحب دل و جان سے مؤید تھے۔ مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز و روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانکؒ (۹) حضرت بابا نانک کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر آخر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطۂ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے ہمیشہ حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے پانی کی جگہ انھوں نے اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ ۱۲/ ۔ محصولڈاک علاوہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلّمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا۔ ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت ۵/ محصولڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی آدھ آنہ، محصولڈاک علاوہ

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے۔ جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بینظیر تحفہ۔ قیمت صرف آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آجتک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سوٗر کے روپ میں (۹) ایشور بادنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آجتک ان میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کی وبا کی آندھی چلی تھی اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی۔ اسکی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلم آؤٹ لک۔ زمیندار۔ اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آجتک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی میں ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے کاغذ چھپائی نہایت اعلیٰ ہے۔ قیمت غیر مجلد ۶/ جو تقریباً اصل لاگت ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو۔ اس لئے اس کی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ۱/ ۔ گورو کی بانی (گورمکھی میں) ۱/

یہ آٹھ کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے ایک آنہ ہوتی ہے۔ اکٹھا خریدنے والوں سے صرف عہ/ محصولڈاک دس آنہ علاوہ

ملنے کا پتہ: مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور